رسالہ عجالہ

مسماۃ

سر الشہادتین
فی بیان ذبح الشاتین

والملقب

بہدایت الروایت والدرایہ
فی تفسیر واضرب لہم مثلا اصحاب القریہ

از تصانیف سید محمد احسن فاضل امروہی صانہ اللہ عن الشر الجلی والخفی

بحولہ و قوتہ

بعد یوم عید سنہ ۱۳۲۱ھ نوشتہ شد

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان میں باہتمام منشی
محمد افضل طبع ہو کر شائع ہوا

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
(۱) سورہ یٰسین کا تعلق مسیح موعودؑ سے	۲
(۲) ریل کا ذکر سورہ یٰسین مین	۴
(۳) کسوف و خسوف ماہ رمضان مین جو مسیح موعودؑ کی علامت ہے اور پوری ہو چکی ہے اس پر مخالفین کے اعتراضون کا دندان شکن جواب سورہ یٰسین مین	۵
(۴) وفات مسیح کا ثبوت سورہ یٰسین سے	۷
(۵) قصہ اصحاب القریہ کا ذکر قرآن شریف مین ہونیکی وجہ خصوصیت اور اس قصہ کا مسیح موعود کے زمانہ مین ایک واقعہ کی پیشگوئی ہونیکا ثبوت	۸
(۶) لفظ مثل کے معنے	۱۱
(۷) امت محمدیہ کے مجددین و مامورین پر لفظ رسول کے اطلاق کا جواب	۱۲
(۸) مسیح موسوی اور مسیح محمدی نے اپنے رسول ایک سے زیادہ کیون دیگر بلاد مین اس کا بھید	۱۴
(۹) انکار پر اصرار اسراف ہوتا ہے	۲۱
(۱۰) شہید کی بستی سنگیں از روئے علم جغرافیہ بالکل اقصی المدینہ کی مصداق ہے	۲۳
(۱۱) آیت وما لی لا اعبد الذی مین اسم رحمٰن کیون اختیار کیا گیا	۲۶
(۱۲) قیل ادخل الجنۃ کی بجائے قلنا ادخل جنۃ کیون نہ فرمایا اس کا بھید	۲۹
(۱۳) شہید مرحوم کی شہادۃ پر جنید من السماء و صیحۃ واحدۃ کس طرح ظہور پذیر سرزمین کابل مین ہوئے اور اس آیت مین ایک پیشگوئی	۳۰
(۱۴) موت حقیقی کا رجوع دنیا مین نہین ہو سکتا	۳۳
(۱۵) رجل سے مراد اس رکوع مین وہ تیسرا شخص ہے جسکو فعززنا بثالث کہا ہے	۳۴
(۱۶) سورہ یٰسین کے فضائل کے وجوہات	

جامع الروایۃ والدرایۃ

مع تفسیر [illegible] ثناء اللہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ
وَاضْرِبْ لَہُمْ مَثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْیَۃِ
اِذْ جَاءَہَا الْمُرْسَلُوْنَ اِذْ اَرْسَلْنَا
اِلَیْہِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْہُمَا فَعَزَّزْنَا
بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَیْکُمْ مُرْسَلُوْنَ
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ
مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ۔ قَالُوْا
رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ وَمَا عَلَیْنَا
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ + آخر رکوع تک جو مع ترجمہ

اس تفسیر میں آجاویگا۔ یہ دوسرا رکوع سورہ یٰس کا آخر پارہ

۲۲ و ۲۳ کے آغاز مین واقع ہوا ہے ۔

سورہ یٰس کا تعلق حضرت مسیح موعود ؑ سے

واضح ہو کہ سورہ یٰس کے فضائل احادیث مین بہت کثرت سے وارد ہوئے ہین چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شیئٍ قلباً وقلب القران یٰس ومن قرأ یٰس کتب اللہ لہ بقرأتہا قراءۃ القرآن عشر مرات رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ھذا حدیث غریب ترجمہ ۔ ہر ایک شے کے لیے ایک قلب یعنی لب اور خلاصہ ہوا کرتا ہے اور لب قرآن مجید کا سورہ یٰس ہے جو قاری سورہ یٰس کو ایکبار بھی پڑھیگا اُس کو دس بار قرآن مجید پڑھنے کا ثواب دیا جاویگا روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے ۔

فائدہ ۔ اس فضیلت قلب القرآن اور فضیلت ثواب دس قرآنکی یٰس کیلئے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

کلی کو اس مین بڑے بڑے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور زمانہ آخری مین جو مسیح موعود کی رسالت جزئی واقع ہوگی اسکو بھی بطرز عجیب و اسلوب غریب بیان فرمایا گیا ہے پس اس لیئے یہ سورۃ لب قرآن مجید قرار پائی کہ مثل کل قرآن مجید کے رسالت کلی زمانہ اول اور رسالت جزئی زمانہ آخری کے اثبات اور واقعات کو مشتمل ہے۔ جیسا کہ تمام قرآن مجید کا لب لباب ہے چنانچہ ہم مختصراً یہان پر چند خصوصیات مختصہ مسیح موعود کو جو اس سورہ مین مندرج ہین بیان کرتے ہین۔ جس سے ثابت ہوگا کہ اس خاتم الخلفاء محمدیہ کے بعثت کے واقعات اس مین ایسے حسن اسلوب سے بیان کیئے گئے ہین جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

خصوصیت اول مسیح موعود کو چند الہامات ایسے ہوئے ہین جو اس سورۃ کی آیات مین بلفظہٖ پائے جاتے ہین۔

(۱ الہام اول) انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔

(۲ الہام دوم) لتنذر قوماً ما انذر اباءھم فھم غافلون۔

(الہام سوم) سلام قولا من رب رحیم ✤

(الہام چہارم) وامتازوا الیوم ایہا المجرمون ✤

سوائے ان کے اور بھی الہامات ہیں - جن کا مضمون اس سورہ میں مندرج ہے اور یہ الہامات مدت سے شائع ہو چکے ہیں دیکھو براہین وغیرہ کو ✤

خصوصیت دوم

مسیح موعود کے لئے جو علامات ارضی وسماوی احادیث و اثار میں آئے ہیں ان کا بیان باشارات لطیفہ اس سورہ میں موجود ہے - مثلاً ایک ریل ہے جو مسیح موعود کے وقت احادیث صحیح سے اس کا نشان تصدیق ہونا پایا جاتا ہے اس کی طرف اس سورہ میں عجیب وغریب طرز سے اشارہ لطیفہ موجود ہے - کما قال اللہ تعالےٰ وَ اٰیَۃٌ لَّہُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَہُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ وَ خَلَقْنَا لَہُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ✤ یعنی اور نشانی ہے واسطے ان کے یہ کہ سوار کیا ہم نے ان کی اولاد کو کشتی میں جو بھری ہوئی ہوتی ہے اور از روئے علم ازلی اپنے کے پیدا کی ہم نے ان کے واسطے مثل اس کشتی کے وہ سواری جس پر وہ سوار ہوا کریں گے ✤

فائدہ - ظاہر ہے کہ مثل کشتی کے کوئی اور سواری نہیں ہے بجز ریل

کے جو مسیح موعود کے علامات مین سے ہے دیکھو مسک العارف وغیرہ کو +

خصوصیت سوم اس سورہ مین اجتماع کسوف وخسوف کے لیئے جو رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری مین واقع ہوا اور علامات مہدی آخرالزمان سے ہے استدلال موجود ہے اور مخالفین کے خیالات باطلہ کا رد جو اس کسوف وخسوف کی نسبت رکھتے ہین بیان فرمایا گیا ہے کما قال اللہ تعالے والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ۔ یعنی اور سورج چلتا ہے ان بروج مین جو اسکے لیئے مقرر ہین یا استوٰے قیامت تک جو اس کی ٹھہر جانیکا وقت ہے ۔ یہ چال اس کی اپنے بروج معینہ مین مقدر کی ہوئی خداوند غالب اور جاننے والے کی ہے اور چاند کی منازل بھی ہم نے مقرر کردی ہین یہان تک کہ وہ ہو جاتا ہے مانند شاخ کھجور سوکھی ہوئی کے ۔ نہ تو سورج کے لیئے یہ ہو سکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لیوے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور کل اپنے اپنے فلک مین تیر رہے ہین +

فائدہ ۔ اجتماع کسوف وخسوف کا اندر ماہ رمضان کے جو خاص علامت مختص
مہدی موعود سے دارقطنی وغیرہ کی حدیث مین موجود ہے اس کی نسبت
مخالفین نادان یہ خیال رکھتے ہین کہ چاند گرہن پہلی تاریخ مین واقع
ہوگا اور سورج گرہن نصف ماہ قمری مین ہوویگا اگرچہ یہ خیال
ان کا مضحکہ طفلان مکتب کا ہے معہذا اس آیت سورہ یٰسین نے اس
خیال فاسد کا تار پود اُدھیڑ دیا ہے کیونکہ جریان شمس کے لیے جو بروج
اللہ تعالے نے بطور مجری اور قمر اس کے لیے مقرر اور مقدر فرما
دئے ہین اور علیٰ ہذا القیاس منازل قمر جو مقدرات الٰہیہ مین سے ہین
جن کے سبب کسوف وخسوف اپنے اوقات خاصہ اور تواریخ معینہ مین
واقع ہوتا ہے یعنی خسوف قمر کا ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ماہ قمری مین اور کسوف
شمس کا ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ماہ قمریہ مین ۔ پس آگے پیچھے ہونا کسوف
وخسوف کا ان تواریخ معینہ سے کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ فرمان محکم نافذ
فرمایا گیا ہے کہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق
النہار ۔ اور اگر ایسی تقدیم اور تاخیر انکی چال اور رفتار مین واقع ہو
تو قیامت آجاوے ۔ اور پھر کسوف وخسوف اس کا نام کیونکر رکھا جاوے

دیکھو تفصیل اس کی مسک العارف وغیرہ مین +

خصوصیت چہارم

اس سورۃ مین مخالفین کا وہ خیال رد کیا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ ؑ کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ ان مین کسیطرح کا تغیر نہ جوانی سے طرف بڑھاپے کو ابتک آیا اور نہ اور کوئی تغیر ان مین واقع ہوا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس خیال فاسد کا رد فرمایا ہے کما قال اللہ تعالےٰ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون۔ یعنی جس کسیکو ہم عمر دراز دیتے ہین اس کو نگون سار کر دیتے ہین بیچ پیدائش کے۔ اس آیت نے تمام تارو پود دو ہزار برس حضرۃ عیسیٰؑ کی درازی عمر کا اوڈھیر دیا۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ کی عمر اس قدر دراز ہوتی جو مخالفین کے زعم فاسد مین ہے تو تمام اعضاء وقوائے باطنی و ظاہری اُن کے منکوس الخلقت ہوجاتے اور پھر وہ نازل ہو کر کیا کر سکتے تھے +

خصوصیت پنجم

حضرت مسیح موعود کے تصدیق دعوی کے لئے ہزار ہا نشان ظاہر ہو چکے ہین لیکن مخالفین پر ان نشانون کے ظہور سے آج تک کوئی اثر نہین ہوا اور ہر ایک

نشان سے ہمیشہ اعراض ہی کیا اور اب تک اعراض ہی کر رہے ہین اور ایسے
ہی اعراض کا ذکر اس سورہ مین بعینہٖ مذکور ہے کما قال اللہ تعالیٰ وما یاتیہم
من اٰیۃ من اٰیات ربہم الا کانوا عنہا معرضین - یعنی کوئی
نشان اُن کے پاس نہین آتا ہے مگر کہ وہ اس نشان سے اعراض ہی کرتے ہین

خصوصیت ششم

اس سورۃ مین اصحاب القریہ کا قصہ جو حضرت
عیسیٰ کی بعثت کے وقت مین واقع ہوا مذکور فرمایا
ہے کما فی التفاسیر ویسا ہی قصہ بعینہا اس مسیح موعود کے وقت بعثت مین
واقع ہوا اور اس قصہ کے وقوع کی خبر اس الہام مین دی گئی جو
براہین احمدیہ مین مدت ۲۳ سال سے شائع ہو چکا ہے +

سر الشہادتین فی بیان ذبح الشاتین

تفسیر بنظیر آیات محکمات واضرب لہم مثلاً اصحاب القریۃ - الیٰ
آخر الرکوع

جو کہ دراصل حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کی رسالت اور شہادت کا واقعہ ہے

واضح ہو کہ الہام شاتان تذبحان مندرجہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ جو ابتدائے اس صدی چہاردہم سے شائع وذائع ہو کر عالمگیر ہو گیا تھا اور اب ۱۹۰۳ء مین پورا بھی ہو گیا۔ جیسا کہ ناظرین رسالہ تذکرۃ الشہادتین پر واضح ولائح ہے۔ اگرچہ یہ الہام فی نفسہ و فی ذاتہ بھی ایک عظیم الشان الہام تھا جو ناظرین تذکرۃ الشہادتین کو بخوبی معلوم ہوا ہو گا مگر علاوہ اس عظمت ذاتیہ اس کے کے اللہ تعالےٰ کو اس پیشگوئی ہائلہ کے پورا کرنے مین یہ بھی منظور تھا کہ مسیح محمدی کی مماثلت مسیح موسوی کے ساتھ باکمل وجہ ثابت اور متحقق ہو جاوے اور پھر اس کے پورا ہونے کے بعد ادنےٰ درجہ کے عقل والے کو بھی اس امام الزمان کے دعوے مسیح موعود مین بشرط انصاف کوئی شک اور شبہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ اسی قسم کا واقعہ ہائلہ حسب تصریح قرآن مجید

کے مسیح موسوی کے وقت مین بھی ہو اقع ہوا تھا ہذا علم الہی مین واسطے
تکمیل مماثلت بین المسیحین کے ویسے ہی حادثہ کا وقوع مسیح محمدی کے
وقت بعثت مین بھی مقرر ہو چکا تھا اس لیئے پیشتر اس کے وقوع کے
اس واقعہ ہائلہ کی خبر مجملاً منجانب اللہ اس امام الزمان کو دیگئی اور پھر
بذریعہ براہین احمدیہ کے تمام دنیا مین اس پیشگوئی کو شائع کیا گیا
اور واقع مسیح موسوی کو اللہ تعالے نے خود اپنے کلام مجید مین بذریعہ
سورۃ یٰسٓ کے تمام عالم مین ۱۳۰۰ سال پہلے شائع فرما رکھا تھا
تاکہ جس وقت یہ واقعہ ہائلہ مسیح محمدی کے وقت مین واقع ہو تو اہل
نظر و فکر دونون واقعات مین تطبیق دیکر تصدیق دعوی مسیح موعود
کے لئے مخالفین پر اتمام حجت کرین۔ اب مین سورہ یٰسٓین سے واقعہ
ہائلہ مسیح موسوی کو لکھتا ہون اور آیات کی تفسیر مین واقعتین کی
تطبیق بھی انشاءاللہ تعالے بحولہ و قوتہ بیان کرون گا ✦

خصوصیت ہفتم فرمایا اللہ تعالے نے سورہ یٰسٓین مین واضرب
لہم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون
یعنی اے حبیب میرے بیان کرو لطور مثل کے گانون کے رہنے والون

کا حال جبکہ ان کے پاس رسول آئے ؛

فائدہ۔واضح ہو کہ مَثَل کے معنے مانند کے ہین اور نیز ایسا قصہ کہ مشہور ہو جس
کے مانند اور قصص بھی واقع ہون یا اس سے مراد ایسا قصہ ہوا کرتا ہے
کہ واسطے ایضاح کسی مطلب کے بیان کیا جاوے۔لفظ مثل کا اللہ تعالےٰ نے
اس جگہ پر اسواسطے اختیار فرمایا ہے کہ اس کی مانند ایک قصہ آنحضرۃ صلعم
کی امت مین بھی بوقت بعثت مسیح محمدی کے علم الٰہی مین پیش آنے والا تھا اور لفظ
مثل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ اہل کتاب مین مشہور بھی تھا ورنہ اللہ تعالےٰ
اس قصہ کو لفظ مثل کے ساتھ کیون تعبیر فرماتا جس کے معنے قصہ مشہور کے
ہین کما فی کتب اللغات والتفاسیر۔تفسیر ابو السعود مین لکھا ہے ضرب المثل
تستعمل تارۃ فی تطبیق حالۃ غریبۃ بحالۃ اخری مثلہا کما فی قولہ تعالی ضرب اللّٰہ
مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامراۃ لوط چونکہ مثل اس قصہ غریبہ کا آنحضرۃ
صلعم کے وقت مین طابق النعل بالنعل واقع نہین ہوا لہذا ایسے بعد محمدی
کے بعثت مین اس کا واقع ہونا ضروری ہوا جو مسیح موعود بھی ہو۔کیونکہ
باتفاق مفسرین کے یہ قصہ حضرۃ عیسیٰ مسیح موسوی کے دنون مین واقع ہوا
تھا کما فی التفاسیر الکبیرۃ والصغیرۃ۔لہذا اس مسیح محمدی کے وقت مین

اس کا وقوع ہونا چاہئے تھا تاکہ معنے مثل کے بخوبی متحقق ہوجاوین یعنی ایک
حالت غربیہ کی تطبیق جو حضرت عیسیٰ کے وقتمین واقع ہوئی تھی اس حالت غربیہ
کے ساتھ جو مسیح محمدی کے وقتمین واقع ہوگی ہوجاوے۔ حضرۃ عیسیٰ کے
وقتمین جو رسل حضرۃ عیسیٰ کی طرف سے اس قریہ مین بھیجے گئے تھے اس مین
مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ وہ گانون انطاکیہ تھا اور بعض بیت المقدس
ہی کو قرار دیتے ہین ہمکو اس اختلاف سے کچھ مطلب نہین خواہ کوئی قریہ ہو حضرۃ
عیسیٰ کی طرفسے چند کسان رسول ہوکر واسطے تبلیغ حق کے کسی قریہ مین گئے تھے جس کی

آیت مذکور سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ کے رسولوں کو قرآن مجید
نے بلفظ رسول تعبیر فرمایا ہے۔ پس جو امام الوقت آنحضرت صلعم کیطرف سے
رسول ہوکر آوے جو اس شعر کا مصداق ہوے

دگر استاد را نامی ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

اس کو رسول کیونکر نہ کہا جاوے گا۔

مسیح محمدی کے وقتمین وہ قریہ سیگی واقع علاقہ خوست ہے جو علاقہ کابل مین شامل

ہے مدت دو نیم سال کی ہوئی ہو گی کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید۔ و مولوی عبدالستار صاحب ساکن افغانستان معہ اپنے رفقاء و مصاحبان کے جو مولانا عبداللطیف صاحب کے شاگرد تھے حضرت اقدس کے شرف بیعت سے مشرف قادیان مین آکر ہو گئے تھے اور انتہا درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اکثر میرے کمرے مین رہا کرتے تھے۔ مین رات کو جب بیدار ہوتا ان کو نماز تہجد ہی پڑھتا دیکھتا تھا۔ یہ دونون صاحب قادیان سے بوقت واپسی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رسول ہو کر معہ اپنے رفقا کے اپنی بستی و علاقہ خوست مین گئے تو مضمون اذ جاءھا المرسلون کا ان پر صادق ہوا۔

خصوصیت ہشتم

یہ خصوصیت ہشتم ہوئی جو اس سورۃ یٰسین کو حضرۃ مسیح موعود کے ساتھ ہے کہ اذا جاءھا المرسلون یہان پر بخوبی صادق آیا۔ پس یہ خصوصیت بخوبی خصوصیت ہشتم واقع ہوئی۔

خصوصیت نہم

یہ ہر دو صاحب مولوی عبداللطیف صاحب کی طرف سے آئے تھے جب اس بستی علاقہ خوست مین پہنچے اور تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی شروع کی۔ تب بعض سعادت مندون نے تو اس

تبلیغ کو تسلیم کیا لیکن اکثر نے ان دونون کی سخت تکذیب کی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اذا ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی جب بھیجے ہم نے طرف ان کی دو رسول پس جھٹلایا انہون نے ان دونون کو۔ پس عزت دی ہم نے ساتھ تیسرے کے تب کہا انہون نے تحقیق ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہین۔

فائدہ۔ یہان پر اللہ تعالے نے جو اولاً عدد دو کا اختیار فرمایا اس کا سر یہ ہے کہ ہر ایک دعوٰے دو شہادتون سے ثابت ہو جاتا ہے اور جب کہ دو شاہدون کی تقویت تیسرے شاہد سے کی جاوے تو پھر دعوی مدعی کا بخوبی ثابت ہو جاوے گا اور پھر خصم پر اتمام حجت کامل طرح سے ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلعم جس جگہ پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمانی چاہتے تھے وہان پر ایک ایک رسول امیر کر کر روانہ فرمایا کرتے تھے اور اس کے ہمراہ کسیقدر رفقا بھی ہوتے تھے۔ لیکن امیر ان کا ایک ہی ہوا کرتا تھا مگر حضرۃ عیسٰی نے دو شخصون کو اپنا رسول و امیر کر کے بھیجا اور پھر اس کو ساتھ تیسرے رسول کے قوی اور معزز کیا جو قرآن مجید مین مذکور فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے جو خود فعززنا بثالث

سے مستنبط ہوتی ہو وہ یہ کہ حضرت عیسٰی کو اپنے پیغام اور رسالت کی
زیادہ تر تقویت منظور تھی۔ کیونکہ جب تین امیر اور رسول مستقل متفق ہو کر
ایک ہی کلمہ متحدہ کی تبلیغ کرین گے تو زیادہ تر موثر ہوگی۔ بہ نسبت اس
کے کہ ایک امیر اور رسول اُس کلمہ کی تبلیغ کرے اور یہ تقویت اور
تاکید اس جگہ پر مقصود ہوتی ہے کہ مخالفین مین تشدد اور سرکشی اور عناد
حد درجہ سے بڑھا ہوا ہو۔ چنانچہ اس قریہ کے ایسے ہی لوگ تھے
کما قال اللہ تعالے بل انتم قوم مسرفون اور یہان پر قوم مخالف سرزمین
کابل کا یہی حال ہے کہ نہایت سخت دل اور قاسیۃ القلوب واقع ہوئی
ہین نہ ان کو کسی مومن کے قتل کر دینے مین کچھ پرواہ ہوتی ہے اور نہ سنگسار
کرنے مین۔ اور چونکہ مولانا عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم سرزمین
کابل مین ایک بڑے معزز رئیسون مین سے تھے لہذا بعد مولوی عبد الرحمن
صاحب شہید مرحوم اور مولوی عبد الستار صاحب کے مولانا عبد اللطیف
صاحب شہید پورے مصداق فعززنا بثالث کے ہوئے چنانچہ
ان ہر سہ رسولون کے تبلیغ کرنے سے سرزمین کابل مین بڑا غل وشور
ان کی رسالت اور تبلیغ حق کا برپا ہوا جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ انا الیکم

لمرسلون +

اور ان تینون رسولون کا حضرت عیسیٰ کی طرف سے مستقل
رسول اور امیر ہونا نظم قرآن مجید سے ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اولاً
تو لفظ اثنین کا ہے ان کے دو ہونے پر دلالت کر رہا ہے ثانیاً فعز زنا
بثالث میں جو مفعول محذوف ہوا اور فعززناہما نہ فرمایا گیا۔ اس سی معلوم
ہوا کہ وہ معزز جو ثالث نمبر پر ہے وہ بھی خود مستقل رسول ہے۔ ہاں جب
یہ ثالث بھی بعینہ وہی کلمہ تبلیغ کریگا جو پہلے دو امیر یا رسول کر رہے
ہین تو ان کی تقویت بالضرور زائد ہو جاوے گی۔ اس لئے فعززنا کے
مفعول کے ذکر کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہوئی اور نظم آیت سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا رسول بھی رسول اللہ ہی ہوتا ہے کیونکہ یہ
دونون رسول حضرت عیسیٰ کی طرف سے تھے مگر معہذا ان کی رسالت کو
اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف مسند فرماکر بلفظ ارسلنا تعبیر فرمایا۔ الحاصل
جو فعل رسول اللہ کا بحیثیت رسالت ہو وہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہی ہوا
کرتا ہے یہان پر یہ خصوصیت نہم پوری ہوئی +

خصوصیت دہم

اب آگے اس کے اس قریہ کے لوگ جسطرح پر ان

رسولون کے ساتھ پیش آئے وہ بیان فرمایا جاتا ہے قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شئ ان انتم الا تکذبون۔ یعنی جواب دیا اصحاب القریہ نے کہ نہین ہو تم مگر آدمی مانند ہمارے اور نہین اوتارا رحمان نے کوئی الہام یا وحی تم فقط سرتاپا جھوٹ ہی کہتے ہو +

فائدہ۔ یہ مقولہ اصحاب قریہ کا یا تو اس لحاظ سے نقل کیا گیا ہے کہ اول رسولون نے حضرۃ عیسیٰ کا ملہم اور صاحب وحی ہونا ثابت کیا تھا اس کا جواب اونھون نے یہ دیا اور یا وہ رسول خود صاحب وحی والہام تھے سو اب یہان پر بھی اکثر علمائے سرزمین کابل نے یہی جوابدیا کہ نہ تمہارا مسیح موعود صاحب الہام ہے اور نہ تم ملہم ہو بلکہ اس بارہ مین سرتاپا تم سب کے سب جھوٹے ہو۔ اور یہ خصوصیت دہلم ہوئی +

واضح ہو کہ یہ شبہ ما انتم الا بشر مثلنا ایسا شبہ عامۃ الورود ہے کہ جس مامور من اللہ کی تکذیب کی گئی ہے مکذبین نے یہی شبہ پیش کیا ہے چنانچہ ملائے روم کہتے ہین

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد + کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند + اولیاء را مثل خود پنداشتند

این ندانستند ایشان از عمی — هست فرقی درمیان بی منتها

گفت اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این خورد گردد پلیدی زو جدا — وان خورد گردد همه نور خدا

این خورد زاید همه بخل و حسد — وان خورد گردد همه نور احد

هر دو صورت گر بهم ماند رواست — آب تلخ و آب شیرین را صفاست

هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زان یکی سرگین شد و زان مشک ناب

هر دو گون زنبور خوردند از یک محل — زان یکی شد نیش و زان دیگر عسل

جز که صاحب ذوق که شناسد طعوم — شهد ناخورده کجا دانی ز موم

خصوصیت یازدہم

تکذیب سرزمین کابل کی یہانتک نوبت پہنچی کہ مولوی عبدالرحمن صاحب کو جو اول تین رسولوں میں سے ایک رسول کریم تھے ان کو بڑی بڑی تکلیف دیکر شہید کر دیا۔ مگر با این ہمہ مصائب و تکالیف یہ جماعت اہل استقامت حق پر ایسے قائم رہی جو حق استقامت ہوتا ہے چنانچہ آگے اسی مضمون کو بیان فرمایا جاتا ہی قالو ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین۔ کہا رسولوں نے کہ پروردگار ہمارا خوب جانتا ہی کہ ہم تمہاری طرف البتہ رسول ہیں اور ہم پر اور کچھ واجب نہیں مگر

یہ کہ براہین باہرہ اور حجج ظاہرہ سے تمہارے شبہات و شکوک کو رفع کریں اور یہاں بھی پر اس آیت کا مضمون واقع ہوا کہ ایک مدت تک بلاغ مبین ہوتا رہا اور دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے مخالفین کے شبہات و شکوک کو ازالہ کرتے رہے اور ربنا یعلم کے معانی کو یعنی کہ اگر یہ مسیح موعود کاذب ہوتا تو اللہ تعالےٰ جو صادق اور کاذب کو بخوبی جانتا ہے وہ رب تبارک و تعالیٰ درصورت اُن کے کاذب ہونے کے ان کی تربیت یا امداد اور تائید کیوں کرتا ہیش کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ مولانا عبداللطیف صاحب معہ چند اپنے تلامذ کے قادیان میں تشریف لائے اور حضرت اقدس کی صحبت بابرکت میں رہکر بہت سے برکات اور فیوض حاصل کئے ۔ اور یہ خصوصیت یازدہم ہوئی جو مسیح موعود کو نبی اسرائیل کے ساتھ ہی اور نیز سورہ یٰسین کیساتھ جو اس کو مناسبت ہے وہ بھی ثابت ہوئی ✦

خصوصیت دوازدہم

اب آگے اللہ تعالیٰ جواب قوم بیان فرماتا ہے قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم ۔ یعنی کہا اصحاب القریہ نے کہ تحقیق ہم برا جانتے ہیں تمہارے ساتھ رہنا اگر تم باز نہ آؤ گے اس رسالت

اوران عقائد سے تو البتہ سنگسار کرین گے ہم تم کو اور البتہ پہونچیگا تم کو
ہماری طرف سے عذاب درد دینےوالا +

فائدہ بسبب تکذیب کے اصحاب القریہ کے عناد اور تعصب کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ان سے سلام وملاقات کا کرنا بھی ترک کردیا اوران سے ملنا بھی منحوس اور شوم سمجھنے لگے اور بالکل متارکت سلام وکلام کی کردی گئی اور طرح طرح کی دہمکیان رجم اور عذاب الیم پہونچانے کے لئے دینے لگے لیکن معہذا ان رسون نے معہ اپنے ہمرائیون کے ان تکالیف اور مصائب کی کچھ پرواہ نکی۔ پس یہی حال اس جماعت احمدیہ کا اضلاع کابل مین ہوا کہ دلائل قاطعہ سے یہ امر ثابت کرتے رہے کہ تمہارا انکار مسیح موعود ہی بسبب کفران نعمت الہی کے نحس اور شوم ہے اور ہمارے دلائل قرآنیہ اور ادلہ برہانیہ ایسے زبردست ہین کہ ان کا رد وانکار ہوہی نہین سکتا مگر جبکہ کوئی قوم حدود اسلام اور دین حق سے ہی تجاوز کرجاوے تو اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے یہ خصوصیت دوازدہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھہ سورہ یٰسین اور عیسیٰ ابن مریم کے ہے +

خصوصیت سیزدہم | چنانچہ اس مضمون کو آگے فرماتے ہین قالوا طائرکم

معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون یعنی بدبختی تمہاری بسبب انکار اور کفران نعمت کے تمہارے ہی گلے کا ہار ہے کیا جبکہ تم یاددلائے گئے ادلہ براہینیہ اور دلائل قرآنیہ کو۔ تب ایسا کچھ کہنے لگا کرتے ہو یہ تو نہین بلکہ تم خود ہی ایک ایسی قوم ہو جو حد سے نکل جانیوالی ہو +

فائدہ ۔ جہلاء اور نام کے علماء کی عادت ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہین اور دلائل حقہ کا نقض نہین کر سکتے ۔ تو پھر ان تکلیفون کو جو انہین کے شامت اعمال سے پہنچتی ہین ان کو اپنی شامت اعمال سے تو نہین سمجھتے بلکہ مامورین الٰہی کی طرف منسوب کرنے لگتے ہین یا جو بعض تکالیف مومنون کو بسبب اختیار کرنے امر حق کے مخالفین سے بموجب قانون قدرت کے کسی قدر پہونچ جاتی ہین ان تکالیف کو نتیجہ شامت ونحوست اپنے اعمال کا تو نہین جانتے بلکہ مومنین کے اخلاص اور ایمان کا ثمرہ قرار دیتے ہین نعوذ باللہ منہ ۔ پس ثابت ہوا کہ دلائل قرآنیہ وبراہینیہ سے ۔ جب کہ ظہور حق کا ہو جاوے اور پھر بھی کسی کو اس کا انکار ہی رہے تو یہی حد سے تجاوز کرنا اور اسراف ہے جس کے سبب اللہ تعالےٰ نے ان کو داخل قوم مسرفین مین

فرمایا ہے سرزمین کابل مین بھی یہی حال قوم مسرفین کا رہا کیونکہ تکذیب وانکار مین ترقی کرتے رہے مگر جماعت احمدیہ اخلاص اور احسان مین ترقی کرلی رہی اور یہ خصوصیت سیزدہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھ سورہ یسٰین اور مسیح اسرائیلی کے حاصل ہے ۔

خصوصیت چہاردہم

حتیٰ کہ مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم معہ اپنے چند شاگردون کے قادیان مین تشریف لائے اور فیض صحبت حضرت اقدس سے سرفراز وممتاز ہوکر قادیان سے واپس اپنی بستی سیگی مین تشریف لے گئے۔ چونکہ اس وقت مین مولانا صاحب شہید مرحوم صبغۃ اللہ کے ساتھ رنگین ہوکر واپس گئے تھے جاتے ہی تبلیغ حق مین انتہا درجہ کی کوشش فرمائی حتیٰ کہ امیر کابل تک تبلیغ حق مین بجد سعی فرمانے کے کوشش کی جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لایسئلکم اجراً وھم مھتدون - یعنی اور آیا ایک مرد میدان کنارہ دور تر اس شہر کے سے کہ دوڑتا ہوتا تھا یعنی زور کوشش کرتا تھا کہا اس نے اے قوم میری پیروی کرو مرسلین کی اور اتباع کرو اس شخص کی کہ نہین طلب کرتا

ہے تم سے کوئی مزدوری اور وہی معہ جماعت اپنی کے مہدی اور راہیافتہ ہین +

فائدہ - اس آیت مین جو لفظ رجل کا نکرہ واقع ہوا ہے باوجودیکہ دونون جگہ پر یعنی رجل علیٰ موسوی اور رجل علیٰ محمدی معرفہ اور معین ہو اس کی وجہ یہ کہ عظمت شان رجل کی منظور ہے ۔ کیونکہ تنوین زبان عرب مین تعظیم کے لئے بھی آتی ہے یہان پر مراد رجل سے مولانا عبداللطیف صاحب شہید مرحوم مرد میدان ہین کیونکہ یہ شہید مرحوم بستی سیگئی علاقہ خوست کے رہنے والے تھے جو کہ حدود سرحد کابل کے انتہائی درجہ پر واقع ہو اس لئے اس کو اقصی المدینۃ فرمایا گیا کیونکہ علاقہ خوست کے مشرقی جانب اور کوئی علاقہ کابل کا موجود نہین ہے بلکہ گورنمنٹ انڈیا کی حدود شروع ہوجاتی ہین ۔ اس شہید مرحوم مرد میدان کی صفت یسعیٰ جو فرمائی گئی وہ اس لئے کہ شہید مرحوم نے واسطے تبلیغ حق کے امیر کابل اور اس کے ارکان ریاست کے لئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مثل اس رجل کی حضرت عیسیٰ کے وقتین اپنے بادشاہ وقت کے لئے تبلیغ حق مین سعی کی تھی کما فی التفاسیر +

اور اس رجل عظیم الشان نے دو اتباعون کئے	خصوصیت پانزدہم

تاکید کی ۔ ایک اتباع توان رسولکو معہ اپنے جو حضرت اقدس کے فیوض صحبت سے سرفراز و ممتاز ہوکر کابل مین گئے تھے اور دوسرا اتباع اس اصل رسول کا کہ اس تبلیغ مین کوئی اجرت طلب نہین کرتا اور وہ خود مہدی اور اس کے متبعین ہدایت یافتہ ہین ۔ چونکہ ایک شخص ان مرسلین مین سے شہید ہو چکا تھا یعنی مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید لہذا اس کلام مین یہ اشارہ ہے کہ شہید مرحوم لو واجب الاتباع نہانہ سزاوار قتل +

خصوصیت شانزدہم

اب آگے اس کے جو گفتگو اس رجل کی ہے اس کو بیان فرماتے ہین وما لی لا اعبد الذی فطرنی و الیہ ترجعون ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون یعنی اور کیا ہوا ہے مجھکو کہ فرمابرداری نکرون مین اُس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب ہی اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۔ کیا سوائے اُس ایک خدا وحدہٗ لاشریک کے مین اور بھی اپنے لئے چند خدا بنالون اگر چاہے رحمٰن میرے تئین نقصان پہنچانا تو نہ کام آوے مجھکو سفارش ان کی

اور نہ مجھ کو چھیڑ سکیں ؎

فائدہ - شہید مرحوم نے اثبات دعوی مسیح موعود کے لئے قرآنی دلائل پیش کئے تھے اور حاصل ان کی تقریر کا یہ تھا کہ نہایت واضح طور سے وفات مسیح اسرائیلی قرآن مجید سے ثابت کی تھی اور مسیح موعود کا آنا اسی امت میں سے ضروری ثابت کیا تھا اور پھر حضرۃ اقدس کا مسیح موعود ہونا - پس انہوں نے کہا کہ جب کہ دلائل قرآنیہ سے یہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے تو پھر مجھکو کیا ہو گیا ہے کہ باوجود وضوح دلائل قرآنیہ کے اس مسئلہ میں پھر بھی میں اُس کی فرمانبرداری نکروں اور تمہارا کہنا خلاف قرآن مجید تسلیم کر لوں پھر تو یہی اتخاذ ارباب ہے اور فعل یہود کا - ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ الایۃ اور اگر بالفرض اس ایمان کی وجہ سے میں قتل بھی کیا جاؤں جیسا کہ تم ترہیب وتخویف کرتے ہو تو مجھ کو اس کا کیا غم ہے کیونکہ مجھ کو اُسی خالق نے پیدا کیا ہے اور وہ میرا مالک ہے اور مالک اپنی مملوک کا بالضرور اکرام کیا ہی کرتا ہے پس اگر میں اس کی راہ میں قتل بھی کیا جاؤں گا تو بالضرور مستحق انعام واکرام کا ہوں گا - مگر تم کو میرے قتل سے ضرور خوف کرنا چاہیئے کیونکہ تم تو اسی کی طرف دنیا سے لوٹ کر جاؤ گے

جاؤ گے اور پھر ان نافرمانیون کی تم کو بالضرور سزا ملیگی - اور شہید مرحوم کا ایک یہ مقولہ تھا شامل مضمون اس آیت کریمہ کی - کہ تم لوگون نے اس حاکم اور امیر کو بھی ایک خدا قرار دیر رکھا ہے بلکہ اُس کے ارکین ریاست کو بھی خدا بنالیا ہے جن سے تم ایسے ڈرتے ہو جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے - مگر میرا خدا صرف ایک ہی خدا ہے جو وحدہٗ لاشریک اور قادر مطلق ہے اس لئے خلاف حکم اس وحدہٗ لاشریک قادر مطلق کے مین کسی امیر کبیر سے نہیں ڈرتا ہون اور یہ خصوصیت نشانز دہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھ سورہ یٰسین اور عیسیٰ ابن مریم کے واقع ہوئی ہے ❊

اور منجملہ دیگر اسماء الہیہ کے جو یہان پر اسم رحمٰن اختیار کیا گیا اس کی یہ وجہ ہو کہ شہید مرحوم کا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالےٰ نے خاص اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے اس مسیح موعود کو عین ضرورت اسلامی کے وقت دنیا مین مبعوث فرمایا ہے اس کی تصدیق نکرنا - اس کی رحمت عامہ کے ساتھ کفران نعمت کرنا ہے اور پھر اپنے تئین محل ضرر پہونچنے کا رحمٰن کی طرف سے جو ٹھہرایا گیا اس کی یہ وجہ ہے کہ مخالفین کا بھی شہید مرحوم کو امیر اور اس کے ارکان سے ڈراتے تھے شہید مرحوم نے درجواب ان کے ان کو لاشئی محض سمجھا اور خدا کی

اسناد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کی۔ اگرچہ تقاضا ئے صفت رحمانیت کے خلاف
ہے نہ امیر کی طرف اس اسلوب نظم آیت میں کمال درجہ کی توحید ہے اولاً تو
اللہ تعالیٰ کو اپنا فاطر، خالق اور رب اور مالک کہا مراد یہہ کہ اس نظر سے بھی
اس کی فرمان اور حکم کی تعمیل فرض ہوئی اور اگر یہہ لحاظ کیا جاوے کہ وہی
محسن اور منعم ہے جو رحمٰن ہے نہ امیر اور ارکین ریاست کے۔ تب بھی
اُسی کے حکم کی فرمانبرداری واجب اور فرض ہے کیونکہ وہی رحمٰن
ہے اور اگر کسی ضرر پہونچنے کا خیال کیا جاوے تب بھی اُسی کے
حکم کی تعمیل واجب ہے نہ امیر اور حاکم کی کیونکہ دافع مضار سوا اس
کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس مکرر سہ کرر توحید کے بیان کرنے کی
ضرورت اس لئے ہوئی کہ امیر کی طرف سے بار بار تخویف اور تہدید
کی گئی تھی کہ اس عقیدہ سے باز آؤ۔ ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے
اور طرح طرح سے عذاب دردناک پہونچایا جاویگا اور جب قید میں
ان کو مقید کیا گیا تھا وہ قید بھی ایک سخت عذاب الیم تھی۔ لہذا
ہر ایک کلمہ جو شہید مرحوم کی طرف سے جواباً کہا گیا وہ سراسر توحید
ہی کیطرف ناظر تھا اب آگے شہید مرحوم کا مسیح موعود کے بارہ میں

راسخ الاعتقاد ہونا بیان فرمایا جاتا ہے ۔

خصوصیت ہفدہم انی اذاً لفی ضلال مبین انی اٰمنت بربکم فاسمعون ۔ ترجمہ تفسیری ۔ یعنی بیشک مین اس وقت کہ اس مرسل من اللہ کی تصدیق نکرون بیچ گمراہی کھلی ہوئی کے ہون گا جو تمام دنیا مین حضرۃ عیسٰی کے بارہ مین پھیل رہی ہے ۔ حتی کہ عیسائیون سے مسلمانون مین بھی یہ گمراہی عام طور پر داخل ہوگئی ہے ۔ مین تو بیشک ایمان لایا تمہارے پروردگار پر اور بموجب کلام اللہ کے ہدایت مسیح مین نے اس عقیدہ کو درست کر لیا ۔ لہذا میری اس تبلیغ کو سنو اور قبول کرو ۔ پھر تو ہر چہار طرف سے تکفیر پر تکفیر ہونے لگی کہ یہ بھی کافر ہے اور مدعی مسیحیت بھی کافر ہے اور مرتد ہوگیا فتوی سنگساری کا ضرور ہونا چاہئیے جیسا کہ حضرت عیسٰی کے وقت مین اس رجل عظیم الشان کی تکفیر کی گئی تھی ۔ روایات صحیحہ سے دریافت ہوا ہے چنانچہ تذکرۃ الشہادتین مین بھی لکھا ہوا ہے کہ شہید مرحوم نے ایک مجمع عام مین یہ بھی کہا کہ مین اس مجمع کا نوشاہ ہون اور شہید مرحوم کی لاش کو پتھرون مین بعد چالیس روز کے احمد نور صاحب شاگرد مولانا صاحب نے واسطے دفن کرنے کے نکالا تو ان کی لاش سے کافور کی خوشبو

آتی تھی لہذا اسی عالم مین اُن کے جنت الفردوس مین داخل ہونیکا اس سے
ایک کامل ثبوت ملتا ہے لہذا فرمایا جاتا ہے +

خصوصیت ہشدہم

کہ قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون
بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین یعنی کہا گیا اس شہید کو
کہ تو بہشت مین داخل ہوجا اور اُس شہید نے ان لذات جنت کو اوراک کرکر
یہ کہا کہ کاش کہ میری قوم بھی جان لیتی اُس چیز کو کہ جس کے سبب سے میرے
پروردگار نے میری مغفرت کی ۔ اور گردانا مجھہ کو معززون اور مکرمون
سے ۔ یہان پر قلنا ادخل الجنۃ کیون نہین فرمایا اس مین سر یہ ہے کہ بسبب
کمال اخلاص اور ایمان کامل اس رجل عظیم الشان کے آسمان اور زمین اور
ملائکہ مقربین اور مومنین اور کاملین کی طرف سے ان کی حالت حیات ہی مین کہا
جاتا تھا کہ ادخل الجنۃ اور خود حضرۃ مسیح موعود کی طرف سے بھی آواز دی
جاتی تھی جو بذریعہ تذکرۃ الشہادتین کے یہ آواز سب پر واضح ہوگئی +

فائدہ ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ شہید مرحوم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حالت حیات
ہی مین ہر چہار طرف سے یہ الہام ہو رہا تھا کہ قیل ادخل الجنۃ ورنہ ایسی استقامت
کا دکھلانا بغیر ایسی بشارت عظمیٰ کے نہین ہوسکتا ہے تفاسیر کبیر وغیرہ

مین بھی یہ قول لکھا ہے کہ جس وقت اس رجل عظیم الشان نے۔ اٰمنت بربکم فاسمعون کہا تھا حالت حیات ہی مین اللہ تعالے کی طرف سے اُس کو فرمایا گیا تھا کہ ادخل الجنۃ۔ اور سیاق نظم قرآنی سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ شہید مرحوم کو جو اس قدر ایذائین اور تکلیفین دی گئین بسبب کمال درجہ اشتیاق دخول جنت کے وہ ایذائین اسکو محسوس نہین ہوئین۔ کیونکہ باوجود ایسی عذابہائے الیم کے جو قوم کی طرف سے اس کو پہونچے پھر بھی وہ قوم کا دلدادہ یہ کہتا ہے کہ کاش کے میری قوم کو اس ایمان اور اخلاص کا علم ہوتا جس کے سبب سے میرے پروردگار نے میری مغفرت فرمائی اور اعزاز واکرام سے مجھکو جنت الفردوس مین داخل کیا۔ اور یہ خصوصیت ہشتدہم ہوئی جو اس مسیح موعود کو ساتھ سورہ یٰسین اور مسیح ابن مریم کے ہے ✦

خصوصیت نوازدہم یہان تک تو احوال مختصر اس رجل کا فرمایا گیا اب آگے قوم مخالف کا حال ارشاد ہوتا ہے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم خامدون۔ یعنی اور نہین اتارا ہم نے اوپر قوم اس کے کے کوئی لشکر آسمان سے اور نہیں تھے ہم اتارنے والے عقوبت انکی

نہین تھی مگر ایک آواز تند بس وہ اُسی وقت بجھے ہوئے ہوگئے ✦

فائدہ - قوم کو جو اس رجل کی طرف مضاف فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رجل قتانی الرسول تہا کیونکہ اصل مین تو وہ قوم یہود رسول کی قوم تھی جس کی اصلاح کے لئے حضرۃ عیسیٰ مبعوث ہوئے تھے لیکن بسبب کمال اتحاد کے اُس قوم کی اضافت رجل ہی کی طرف فرمائی گئی۔ چونکہ وہ قوم نہایت سرکش اور متعصب تھی اور غیظ و غضب مین انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی تھی کما فی التفاسیر۔ لہذا اس کی تحقیر کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا کہ انکا ہلاک کرنا ہم پر کچھ دشوار نتھا جو ایک اہتمام کے ساتھ آسمان سے لشکر اوتارا جاتا۔ صرف ایک آواز تند سے وہ ہلاک کردئے گئے اور کلمہ خامدون بھی دلالت کرتا ہے کہ ان کے مزاجون مین حرارت بہت تھی۔ جو موجب ہے قوۃ غضبیہ کی۔ کیونکہ لغت عرب مین خمود آگ کے بجھ جانے کو کہتے ہین۔ بموجب تصریح مفسرین کے وہ قوم یہود تھی۔ جو مشرک ہوگئی تھی اور اپنے احبار اور رہبان کو ایسا رب قرار دے رکھا تھا کہ تحلیل ما حرم اللہ اور تحریم ما احل اللہ انہین کے ہاتھ مین تھی جسکو چاہتے کافر کہدیتے اور جو ان کے خیال کیموافق ہوتا تھا اس کو مومن قرار دیتے تھے۔ اب آیت

مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ کوئی عذاب از قسم وبا زمین سے پیدا ہوا جس
سے وہ قوم ہلاک اور تباہ ہوگئی - اور ان کے مزاجوں کی حرارت جو
موجب اشتعال قوت غضبیہ کی تھی وہ سب بجھ گئی جیسا کہ آگ باوجود
سرکشی اور اشتعال کے بجھ کر خاکستر ہو جاتی ہے - یہاں پر بھی قوم شہید
مرحوم کی بہت سرکش اور حار المزاج تھی - شہید مرحوم کے رجماً قتل
ہونے سے وباء ہیضہ نازل ہوئی جس میں روزانہ چار چار سو آدمی مصداق
خامدون کے ہوگئے دیکھو تذکرۃ الشہادتین کو جس میں بروایت صحیح
یہ بھی لکھا ہے کہ امیر نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر مسند نشین کا جو بانی مبانی
اس خون ریزی کا تھا - اس کے گھر میں بھی ہیضہ پڑا اور اس کی بیوی
اور لڑکا ہیضہ سے فوت ہوگئے یہ عذاب وبائی تو شہید مرحوم کی قتل
کے بعد ہی متصل نازل ہوا لیکن ہم آئندہ کے لئے اور کچھ نہیں کہہ سکتے
کہ کیا کیا واقعات پیدا ہوں گے - اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ قتل ناحق
ایک مقرب الٰہی کا ہدر نہیں جاویگا اور جو الہام عسیٰ ان تکرھو
شیئاً وھو خیر لکم ہے وہ ضرور واقع ہو کر رہیگا - ہاں اس وقت

ایک پہلو مضمون آیت مذکورہ کا جو ان کانت الا صیحۃً واحدۃً فاذا ہم خامدون

ہے بالضرور واقع ہوہی چکا آئندہ کی خبر اس علام الغیوب ہی کو ہی جسکے قبضہ قدرت مین تمام کنجیان آسمانون اور زمینون کی ہین لہذا اس منعم حقیقی سے ضرور خوف اور ہراس پیدا کر کر تقوی اختیار کرنا چاہئیے ورنہ انجام اچھا نہین اور پھر سوائے حسرت اور افسوس کے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہی جیسا کہ آگے ارشاد فرماتے ہین یا حسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون وان کل لما جمیع لدینا محضرون۔ یعنی اے حسرة اور افسوس اب تیری حاضر ہونیکا وقت ہی اور ان بندون کی کہ نہین آیا ان مین کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے رہی۔ کیا نہین دیکھا انھون نے کہ کتنی امتین ہلاک کی ہین ہمنی پہلی ان سی پہلے زمانون مین کہ بیشک وہ ان کی طرف اب رجوع نہین کرین گی اور بالضرور وہ سب کے سب ہماری پاس واسطی جزا و سزا کے حاضر کئے گئے ہین ۔ یہ خصوصیت لوازدہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھ سورہ یٰسین اور عیسٰی ابن مریم کے ہی کیونکہ اس آیت کا مضمون بھی علمائے یہود سیرة سی ظہور مین آرہا ہی ⁜

خصوصیت سیزدہم	فائدہ ۔ اس آیت مین ان لوگون کو خیال کا ہی جو موسے

حقیقی کے دوبارہ دنیا مین رجوع ہونے کے قائل ہین اولاً تو بتاکید حرف انّ جملہ اسمیہ سے رد فرمایا گیا کہ انہم لایرجعون اور پھر نفی اثبات کے ساتھ معہ لفظ کل اور لفظ جمیع کے جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے ارشاد ہوا۔ وان کل لما جمیع لدینا محضرون پس ایسی نص صریح کے مقابلہ مین اب موتیٰ حقیقی کے دوبارہ زندہ ہونے کے لئے مخالفین کے پاس کونسی دلیل ہے۔ بینوا توجروا۔ اور مضمون آیتہ سے بخوبی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ یہی ہے کہ اس کے رسولون کیساتھ جب استہزا کیا جاتا ہے تو بالضرور دنیا ہی مین مستہزئین پر عذاب نازل ہوا کرتا ہے اور آخرۃ کا عذاب علاوہ اس پر ہوتا ہے جو مدلول وان کل لما جمیع لدینا محضرون کا ہے اور اگر اہل استہزاء قبل نزول عذاب کے توبہ نکرین تو پھر عفو نہین ہو سکتا کیونکہ اس آیت سے مستہزئین کے لئے عذاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہونا ثابت ہو چکا۔ چنانچہ اسی سنت مستمرہ کی وجہ سے اب بھی عذاب طاعون نازل ہوا اور ہو رہا ہے ولعذاب الاخرۃ اکبر اللّٰہم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ بجاہ محمد المصطفٰے وحبیبہ المجتبیٰ۔ تحقیق و تنقیح رجل مندرجہ آیت وجاء من اقصی المدینۃ رجل۔ ہم نے مراد رجل سے یہان پر وہی شخص لی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فعززنا بثالث ارشاد فرمایا ہے اگرچہ مفسرین نے اس رجل کو مغائر اس ثالث کا قرار

امر ششم رسول ثالث

دیگر کسی نے حبیب نجار کو لکھا اور کسی نے کچھ لکھا ہے مگر نظم قرآنی سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجل جو اس آیت او جاء رجل من اقصی المدینۃ مین مذکور ہے وہی رجل ہے جو نظم آیت فعززنا بثالث کا مصداق ہے بچند وجوہ - اولاً انکہ اس رجل نے اس قوم کو اپنی طرف مضاف کر کر کہا کہ یا قوم اتبعوا المرسلین - ثانیاً - اللہ تعالی نے بھی اس قوم کو اسی رجل کی طرف مضاف کر کر فرمایا وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند - ان دونون اضافتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجل وہی شخص تھا جس کی نسبت فرمایا گیا ہے فعززنا بثالث کیونکہ یہی ثالث شخص تیسرا رسول معزز تھا جس سے ان دونون رسولون کو بسبب اسکے ... شوکت اور قوت حاصل ہوئی تھی اور چونکہ ثالث عرف مین اس کو کہتے ہین جو کسی مقدمہ کے اختلاف ونزاع مین حکم ہو کر فیصلہ کر دیوے لہذا جیسکہ اسی رجل مرد میدان نے اس نزاع واقع سرزمین کابل کا فیصلہ کیا ہے یعنی اس زمین کابل مین تخم توحید اسلام اور تبلیغ سلسلہ احمدیہ کا بو دیا جس کی کاشت کے لئے تمام سرزمین مانع اور مزاحم تھی تو یہی مرد میدان فعززنا بثالث کا مصداق ہوا - اور یہ تخم حسب الہامات اور نیز حسب تفسیر رکوع آئندہ کے جو حصہ دوم مین انشاء اللہ تعالے طبع ہونگی اس زمین مردہ مین اسی رجل کی سعی سے پودہ ہو کر شاداب وسرسبز ہوگا اور پھر ضرور بار آور ہوگا والحمد للہ - مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا

اور اگر یہ رجل علاوہ اُس شخص ثالث کے کوئی غیر آدمی ہوتا تو اصحاب القریہ یا ملک
وقتنکو اپنی قوم کیونکر کہتا ہان البتہ جو شخص رسول ہوگا وہ جسکی طرف رسالت لیکر جاوے
گا تو وہی یعنی مرسل الیہم اُسی کی قوم اور امت کہلاوینگے۔ ثالثًا۔ اللہ تعالی اس رجل
مندرجہ آیت کی قتل کے بعد ارشاد فرماتا ہی کہ مایاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن اگر یہ رجل
رسول نہوتا تو پھر اُس کے قتل کے بعد اسکو رسولون مین شامل کیون فرمایا جاتا اور علاوہ ان
دونون رسولون کے جن کی نسبت فرمایا گیا ہی وارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما۔ اور کوئی چوتھا
رسول سوائے اس ثالث رجل کے جو فعززنا بثالث مین مذکور ہوا؎ رابعًا۔ یہ امر خلاف
قیاس معلوم ہوتا ہی کہ رسول تو تینون خاموش رہین اور یہ ایک غیر شخص جو نکرہ ہونیکا مصداق
ہی کل تبلیغ کا اہتمام کرے اور من ابتداء جاء من اقصی المدینة سے آخر رکوع تک اسی کا
ذکر اللہ تعالی فرماوے نہ رسولون کا۔ خامسًا وہی رجل مغائر ان تینون رسولون
کے جو رسول بھی نہین تھا قتل کیا جاوے۔ اور رسولون سے کسیطرح کا تعرض بادشاہ
بھی نکرے تلک اذا قسمة ضیزی۔ سادسًا باوجود رسول نہونیکے وہ یہ دعوی بھی
کرے کہ انی امنت بربکم فاسمعون کہ مین تو وہ ایمان اپنے پروردگار پر لایا ہون جسکی
ہدایت مسیح موعود کر رہا ہی۔ تم میری تبلیغ کو سنو یعنی قبول کرو اور میرا ہی اتباع
کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ ہمنے انہین وجوہ سے یہ اختیار کیا ہی کہ یہ رجل عظیم لثالث

؎ اس رکوع مین مذکور نہین ہی*

اور معزز وہی شخص تھا جسکو اللہ تعالے لے تیسرا رسول فعززنا بثالث مین بیان فرمایا
ہے اور اس پر علاوہ واقعات حالیہ نے جو اس مسیح موعود کے وقتین حادث ہوئے مثل نظم قرآنی انہوں نے بھی
متعین کر دیا کہ وہ رجل وہی ہے جسکو فعززنا بثالث مین مذکور فرمایا ہے کیونکہ علاوہ حضرۃ
مولوی عبدالستار صاحب اور حضرۃ مولوی عبدالرحمن شہید کے وہی شہزادہ ہے جس سے ان دونون
صاحبونکو بڑی تقویت حاصل تھی اور وہی مصداق فعززنا بثالث کا ہے کہ اپنی قوم
مین ایک معزز رجل تھا ۔ اور مضامین مندرجہ رکوع مذکورہ اسی پر ایسے مطابق
آگئے ہین جسکو شبر بشبر مطابق کہہ سکتے ہین ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۔

یہ بیس خصوصیتین بلکہ ایک حساب سے چوبیس مختصہ مسیح موعود ایسی ہین جن سے
حضرت مسیح موعود کو کمال درجہ کی مناسبت سورہ یٰسین کے ساتھ ثابت ہوتی
ہے ۔ اور پھر اس پر علاوہ یہ کہ یہی خصوصیات باواز بلند پکار کر کہہ رہی ہین
کہ اس زمانہ مسیح موعود کو اور اس امام آخرالزمان کو حضرۃ مسیح اسرائیلی اور
اس کے زمانہ کے ساتھ نہایت درجہ کی مماثلت اور مناسبت ہے جن سے انکا مسیح موعود
ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ جو قصہ بطور ضرب المثل کے حضرۃ عیسیٰ کی بعثت کے وقت کا
اللہ تعالے نے سورہ یٰسین کے ایک رکوع مین بیان فرمایا تھا وہی قصہ بعینہا بلکہ
مزید برآن اس مسیح موعود کے وقتین بطور ضرب المثل ہی کے واقع ہو گیا والحمدللہ یہ کیسی

مماثلت پوری ہو گئی اور چونکہ سورہ یٰسین میں نبوۃ خاتم النبیین صلعم کا ثبوت ایک بڑی زور شور کے ساتھ دیا گیا ہی جو زمانہ اول سے متعلق ہی اور حضرۃ عیسیٰ نبی اسرائیل کی بعثت کے وقت کا ایک قصہ عبرت انگیز جس سے مومنوں کا ایمان کامل ہوتا ہی بیان فرمایا گیا تھا پھر ویسا ہی قصہ عبرۃ انگیز مسیح موعود کی بعثت کے زمانہ میں جو آخری زمانہ ہی واقع ہوا تو اس لئے سورہ کے فضائل احادیث میں بکثرۃ واقع ہوئی چنانچہ ایک یہ حدیث ہی۔

عن عطا ابن ابی رباح قال بلغنی ان رسول اللہ صلعم قال من قرأ یٰس فی صدر النہار قضیت حوائجہ رواہ الدارمی مرسلا یعنی جو شخص پڑھے سورہ یٰسین کو اول روز میں تو اس کی حاجتیں روا کیجاوینگی اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سورہ یٰسین میں جب کوئی حضرۃ عیسیٰ کے رسل اور اصحاب القریہ کا قصہ پڑھے گا تو اس کے ایمان اور اخلاص میں ترقی ہوگی جو حسب پیشین گوئی مخبر صادق علیہ السلام کے موجب ہی تمام حاجت روائیوں کا۔ اور نیز ایک حدیث میں آیا ہی عن معقل بن یسار المزنی ان النبی صلعم قال من قرأ یٰس ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ فاقرؤوھا عند موتاکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی جو شخص کہ پڑھیگا سورہ یٰسین کو واسطے چاہنے رضا مندی خالص اللہ تعالیٰ کے تو اس کے پچھلے گناہ معفرۃ کردی جاوینگی کذا فی المشکوۃ۔ ان دونوں حدیثون

سے ثابت ہوا کہ سورہ یٰسین جسطرح کہ جامع ہے واسطے اتباع رسالت آنحضرۃ صلعم
کے جو زمانہ اول مین ہے اور واسطے اثبات بعثت مسیح موعود کے جو زمانہ آخر مین ہے
اسیطرح سے یہ سورہ یٰسین جامع ہے واسطے قضائے حوائج دینوی کے جو اول ہے اور واسطے
حاجت روائی اخروی کے۔ کہ وہ مغفرت ذنوب ہے اور آخرۃ ہے کیونکہ سورہ یٰسین
جسطرح سے بعثت اولی خاتم النبیین اور بعثت آخری مسیح موعود کے لئے متعلق ہے اسی
طرح سے حاجت روائی دین اور دنیا کے لئے مشتمل ہونی چاہئے تھی اور یہی سر ہے
اس امر کا کہ قریب موت کے جو زمانہ آخری حیاۃ انسان کا ہوتا ہے اس
سورت کے پڑھنے کا حکم فرمایا گیا کہ فاقرؤھا عند موتاکم تاکہ
محتضر دونوں ایمان یعنی ایمان حیات و عند الممات کا محتضر اللہ تعالےٰ
کے یہان اپنے ساتھ لیجاوے۔ پس اے جماعت احمدیہ حسب الحکم حدیث
مذکور کے تم اس سورہ یسین کو محتضر کے روبرو ضرور پڑھا کرو۔ اور اس
کی تلاوت سے مراد یہی ہے کہ تدبر اور تفکر کے ساتھ اس کے مضامین عالیہ
مین خوض کرتے رہو تاکہ مقاصد دارین پر کامیاب ہو جاؤ اور اس قرن مین کامیابی
موقوف ہے اس امر پر کہ سلسلہ مسیح موعود مین داخل ہو کر اپنے ایمان کو مثل شہیدین
مذکورین کی خصوصًا مانند حضرۃ مولانا عبد اللطیف صاحب مرحوم و مغفور کی کامل

گرلیوین کیونکہ قصہ اصحاب القریہ کی تجدید اللہ تعالیٰ نے اس مسیح موعود کے وقتمین تمہاری ایمان
کی تجدید کرنے کے لئے فرمائی ہے۔ اللھم انصر من نصر دین محمد
صلعم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلعم ولا
تجعلنا منھم آمین یارب العالمین ✣

تنبیہ

ناظرین رسالہ کو معلوم ہوا ہوگا کہ جو حقائق اور معارف متضمن تطبیق واقعات
حالیہ مسیح موعود۔ بہ واقعات سابقہ عیسیٰ بن مریم اس رسالہ مین سورہ
یٰسین مین سے بیان کئے گئے ہین وہ ہرگز ہرگز مقدمات تخئیلیہ اور
شعریہ مین سے نہین ہین بلکہ تفسیر نفس الامری امور کے ہین اگر یہ
مضامین تخیلی اور شعری ہوتے تو ایک واقعہ ہائلہ جو اس مسیح موعود
کے وقتمین واقع ہوا وہ شمر البشر واقع مسیح اسرائیلی کے ساتھ کیونکر
مطابق ہوسکتا تھا خاص کر قرآن مجید کے ساتھ جس کا ہر ایک لفظ حقائق
اور معارف سی بھرا ہوا ہے...... مگر مین خوب جانتا ہون کہ معاندین
اور مخالفین اس رسالہ کو مطالعہ کرکر بھی کہین گے کہ یہ سب مضامین خیالی
اور شعری ہین نفس الامری نہین ہین۔ ان کے جواب مین وہی ایک آیت
کافی ہے جو اسی سورہ یٰسین مین ایسی ہی شک وشبہ کے جواب مین نازل فرمائی

گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ہو الا ذکر و قرآن مبین - آگے اس رکوع کو فرماتے
ہیں وایۃ لہم الارض المیتۃ احییناہا واخرجنا منہا حبا فمنہ یاکلون - اور ایک بڑی نشانی
ہے ان کے لئے زمین مردہ۔ زندہ کیا ہم نے اس کو اور نکالا ہم نے اس میں سے اناج پس اس سے
کھاوینگے اور نیز کھاتے ہیں وہ *

فائدہ- حضرۃ عیسیٰ ابن مریم کے اس قصہ اصحاب القریہ کے بعد اس آیت متضمن موت واحیاء
کے لانیمیں ایک عظیم الشان الطیفہ اس طرف ہے کہ جو احیاء حضرۃ عیسےٰ کا موتیٰ کے لئے قرآن
مجید میں اکثر جگہ بیان فرمایا گیا ہے اس سے مراد وہ احیاء اور اماتت نہیں ہے جو مخالفین کو لگا لو بخین
ہے بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جو اشخاص کے افعال واخلاق واعتقادات فاسد ہیں وہ ایسے ہیں جیسے زمین مردہ
اور اعمال و اخلاق و اعتقادات کی اصلاح کر لینا بموجب تعلیم مامور من اللہ کو بھی احیاء ہے کیونکہ
اس آیت میں زمین کی خشک ہوجانیکو موت ارشاد فرمایا - اور بارش آسمانی الہامات سے اسکو شاداب
وسیراب ہو جانے کے لئے احیا کا استعمال کیا جس سے یہ مفہوم ہوا کہ حضرۃ عیسےٰ کا مبعوث ہونا اس
قریہ کی زمین مردہ کے لئے بمنزلہ احیاء کے تھا- یہاں پر بھی زمین کابل مردہ تھی - شہید مرحوم نے
تبلیغ رسالت مسیح موعود سے اس کو زندہ کر دیا - اور جس قدر پودے آسمانی بارش سے اس سرزمین میں
اب لگائے گئے وہ انشاء اللہ تعالے اکسوقت بارآور ہونگے - جیساکہ آخر آیت میں ارشاد
ہوا ہے اور صـ۵۵ تذکرۃ الشہادتین میں حضرۃ اقدس کا مکاشفہ اسی مضمون کا لکھا ہوا ہے
وہ یہ کہ ایک سرو کے درخت کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہماری
باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو
اس سرزمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگادو جو اس سے پہلے کاٹی گئی
تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی - اور ساتھ ہی مجھ پر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور
سیدھا ہماری طرف آیا اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کیطرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ
بہت بارآور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دیگا انتہی بلفظہ - چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس مطلب کو اس
حسن اسلوب سے بیان فرمایا جاتا ہے - وجعلنا فیہا جنات من نخیل واعناب وفجرنا فیہا من العیون
لیاکلوا من ثمرہ وما عملتہ ایدیہم افلا یشکرون - یعنی اور پیدا کئے ہم نے بیچ اس کی باغ کھجوروں

اور انگوروں سے اور جاری کئے ہمنے بیچ اس کے چشمے تا کہ کھاویں میووں اس کے
سے اور جو شیرہ اور عرق وغیرہ اُنکی ہاتھ نے نہیں بنایا یعنی مواد پھلوں سے پس کیا وہ شکر نہیں
کرتے ہیں ؀

فائدہ ۔ مقصود اس بیان سے یہہ ہے کہ جو بہار ہے اور انگور اعمال اور اخلاق کی تو ضرور اس نہر زمین میں
پیدا ہونگے اور پھر اُن ثمرات کی شیرہ اور عرق وغیرہ بھی اُن کی ہاتھوں سے بنا ہو جاوینگے مگر باایں ہمہ اکثر اُن کے ناشکر
بھی رہینگے کیونکہ ایسے اضداد کا دنیا میں موجود رہنا ایک قانون جاری قدرت الٰہی کا ہے چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون یعنی پاک
ہے وہ ذات جسنے پیدا کئے کل جوڑے اور اضداد ان چیزوں میں سے جسکو زمین اگاتی ہے اور جانوں اُن کی سے ازواج
متقابلہ پیدا کئے اور ان چیزوں سے جن کو وہ نہیں جانتے ؀

فائدہ ۔ مراد الٰہی یہہ ہے کہ کل دنیا کی اشیاء ہمنے ایک دوسرے کے متقابل اور متباین پیدا کی ہیں
اسیطرح اللہ تعالیٰ کی بندے مومن شکر اور کفر کا تقابل موجود ہے تاکہ دانشمند اس تقابل اور تباین سے ہماری
توحید کو سمجھیں کہ ہماری ذات پاک اور مقدس تمام عالمین سے وراء الورا واقع ہوئی ہے کہ کوئی شے
اس کی ذات اور صفات اور افعال میں شریک نہیں ہو سکتی سبحان اللہ والحمد للہ ؀

کتبہ سید محمد احسن امروہوی مورخہ دوم
شوال المکرم ۱۳۲۱ ہجری